ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

اردو نظم میں کرونائی موضوعات کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of Corona topics in Urdu poem

*راؤ محمد عمر
**ڈاکٹر محمد سعید
***نمرہ حنیف

ABSTRACT:
Modern Urdu poem depicts many objective topics and subjective themes about COVID-19 Pandemic. This pandemic outbreak affected the human race at international level. Billions of people got infected and the remaining were on high risk to be got infection. Figures of infected persons and the numbers of death toll were increasing day by day. These devastating and traumatic situations create and give rise to a sense of fear and terror among people. Besides these psychological effects, Corona pandemic also put negative effects upon the socioeconomic conditions of the people and the counties at large. Due to these sufferings and conditions a shift of pessimistic thoughts and feelings like isolation, dread, doubt and fear prevailed throughout the globe. So these are the major issues and the themes of the Urdu poem written during this duration of Corona pandemic.

Keywords:
ن ظم، کروناوائرس، وبا، بین الاقوامی، عالمی ادب، بائیووار، تنہائی، خوف، قرنطینہ، سماجی ومعاشی، نفسیاتی مسائل

کرونا(Covid-19) ایک وائرل انفیکشن ہے جسے ۱۱ مارچ ۲۰۲۰ء کو ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن(WHO) کی طرف سے پینڈیمک(Pandemic) قرار دیا گیا ہے(۱) معلوم انسانی تاریخ میں کرونا سے پہلے ہی کئی ایپیڈیمک وباؤں (جنھوں نے کسی خاص خطے یا ملک کو متاثر کیا) اور پینڈیمک (جنھوں نے دنیا کے بیشتر خطوں اور ممالک کو متاثر کیا) مثلاً بلیک ڈیتھ (Black Death)، طاعون(Plague)، ہیضہ(Cholera)، تشنج(Tetanus)، تپ دق(TB)، زرد بخار(Yellow Fever)، چیچک(Small Pox)، اسپینش فلو(Spanish Flu)، برڈ فلو(Bird Flu) اور انفلوئنزا(Influenza)، سارس(Sars)، ایبولا(Ebola)،

*پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی یونیورسٹی، لاہور
**ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، لاہور
***پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Vol 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

جیسی وباؤں نے بڑے پیمانے پر انسانوں کو متاثر کیا اور ان گنت اموات کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ حالیہ وبا کرونا وائرس کے متاثرین کے اعداد و شمار کا تعین کروڑوں میں ہے اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس موذی مرض کے سبب لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ کرونا وائرس کے ابتدائی مریضوں کی تشخیص دسمبر ۲۰۱۹ء میں چائنہ کے شہر ووہان (Wuhan) میں ہوئی اور یہاں سے پھیلتے پھیلتے اس وبا نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اس بین الاقوامی مسئلے نے ایک طرف کروڑوں لوگوں کو ذہنی و جسمانی صحت کے مسائل سے دوچار کیا اور بہت کی موت کا باعث بنا وہیں دوسری طرف میکرولیول پر اس نے بین الاقوامی سطح پر ملکوں کے سماجی و معاشی (Socioeconomic)) حالات پر منفی اثرات مرتب کیے۔ سماجی دوری (Social Distancing) اور لاک ڈاؤنز کی وجہ سے لاتعداد لوگوں کو اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑا اور کاروبار تباہ ہو کر رہ گئے۔ مائیکرولیول پر فرد کی نفسیات بری طرح متاثر ہوئی اور لوگوں کا معیار زندگی گراوٹ کا شکار ہوا۔

ادب اظہار کا قرینہ ہے اور فرد اس کا خالق بھی ہے اور محور بھی، لہٰذا ہر دور کے ادب میں فرد کی جذبی و احساساتی حالتوں، عصری و معروضی وارداتوں اور مشکلات کا گہرا شعور اور بھرپور اظہار دیکھنے کو ملتا ہے۔ فرد کے زمانی و مکانی معروض کا حصہ ہونے کے ناطے اس کے داخل و باطن پر ان معروضی حالات کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی لیے تاریخی متون کے ساتھ ساتھ عالمی ادب میں بھی وباؤں کا ذکر اور حوالے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ قبل مسیح کے یونانی ادب میں ہومر کے رزمیے ''الیڈ (Iliad)'' اور سونوکلیس کے المیے ''ایڈیپس ریکس'' میں طاعون کی وبا کا ذکر موجود ہے۔ چوسر کی ''کنٹربری ٹیلز'' میں بھی بلیک ڈیتھ کی وبا کا بیان پایا جاتا ہے۔ عالمی سطح پر وباؤں سے متعلق تاریخی متون سے ہٹ کر ادبی تحریروں کا ذکر کیا جائے تو ان میں ڈینیئل ڈیفو کے ناول ''اے جرنل آف دا پلاگ ایئر، جیک لندن کے ناول ''سکارلٹ پلاگ''، البرٹ کامیو کے شہرہ آفاق ناول ''دا پلاگ'' اسٹیفن کنگ کے ناول ''دا سٹینڈ''، مارگریٹ ایٹ وُڈ کے ناول ''دی ایئر آف دی فلڈ'' اور ایملی سینٹ جان منڈیل کے ناول ''سٹیشن الیون'' کے نام قابل ذکر ہیں۔ جدید عالمی فکشن کے رجحان پر بات کی جائے وباؤں سے متعلق زومبیز (Zombies) کے افسانوی موضوع پر بھی بہت سا فکشن تحریر ہو چکا ہے جس کا موضوع ایک تخیلاتی قسم کے وائرس کے نتیجے میں لوگوں کے زومبی بن جانے کے گرد گھومتا ہے جو ان کے کاٹنے سے پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اس موضوع پر رچرڈ میتھیسن کے ناول ''آئی ایم لیجنڈ'' اور کولسن وائٹ ہیڈ کے ناول ''زون ون'' کے نام بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں جبکہ عالمی سینما میں اس موضوع پر بیسیوں فلمیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ عالمی تناظر سے ہٹ کر اردو ادب میں وبا سے متعلق ادبی تحریروں کا ذکر کیا جائے تو ''کوارنٹین'' کے عنوان سے راجندر سنگھ بیدی کا افسانہ طاعون کی وبا کے دنوں کا احوال بیان کرتا ہے۔ سعادت حسن منٹو کے افسانے ''پانچ دن'' میں دق کی وبا کا ذکر موجود ہے۔ حالیہ کرونا کی وبا سے متعلق مستنصر حسین تارڑ کے ناول ''شہر خالی، کوچہ خالی'' اس سلسلے میں ایک اہم اضافہ ہے۔ شاعری میں یوں تو کرونا سے متعلق بے شمار مواد تخلیق ہو رہا ہے مگر اس ضمن میں ڈاکٹر عمران ظفر کی تضامین کا مجموعہ ''دنیا مرے آگے'' اور ایم زیڈ کنول (مسرت زہرا) کا شعری مجموعہ ''درد کی دہلیز'' فقط کرونا سے متعلق موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ ان مطبوعہ مجموعوں کے علاوہ بہت سا غیر مطبوعہ شعری مواد سوشل میڈیا اور آن لائن واسطوں پر موجود ہے۔ کرونا سے متعلق بہت سی شعری تخلیقات اکادمی ادبیات کی سائٹ پر آن لائن میسر ہیں۔ اکادمی ادبیات نے کرونا سے متعلق بہترین شعری تخلیقات پر پاکستان امیدِ زیست ایوارڈ ۲۰۲۰ دینے کا اعلان کیا۔ اس سلسلے میں موصول

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

ہونے والی شاعری میں بھی کرونا کے مختلف موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ کرونائی عہد میں تخلیق پانے والی شاعری میں شعری اصناف کے رجحانات کے حوالے سے بات کی جائے تو غزل کی نسبت نظم میں کرونائی موضوع سے متعلق زیادہ شعری اور موضوعاتی سرمایہ اور مواد موجود ہے۔

کروناوائرس کی ابتدا اور پھیلاؤ سے متعلق دنیا بھر میں دو بڑی قسم کی آرا دیکھنے کو ملتی ہیں۔ پہلی قسم ان لوگوں کی ہے جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ وائرس فطری اور پہلے سے موجود جرثوموں کے قبیلے کی ارتقائی اور ترقی یافتہ حالت ہے جو کہ کرونا کی تشخیص سے پہلے منظر عام پر نہیں آئی۔ دوسری قسم کی رائے کے مطابق کرونا وائرس انسان کا تیار کردہ جرثومہ ہے جو بائیووار (Biowar) کے بد نیتی سے لیبارٹری میں تیار کیا گیا اور عمداً اور قصداً پھیلایا گیا۔ دونوں قسم کی آرا اپنے تئیں ایسے حقائق پر مشتمل ہیں جنھیں آسانی سے جھٹلانا مشکل ہے۔ اگر انسانی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طاقت اور مادی وسائل کے حصول کی ہوس اور کینہ و کدورت نے تاریخ میں انسان سے ایسے ایسے قبیح فعل سرانجام دلوائے ہیں کہ یہ امر بھی بعید نظر نہیں آتا۔ ہسٹری آف بائیولوجیکل وار فیئر سے متعلق بہت سا مواد تاریخی کتب اور آن لائن انٹرنیٹ ذرائع سے با آسانی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ عالمی فکشن میں بھی بائیووار سے متعلق تحریریں دیکھنے کو ملتی ہیں ان میں اسٹیفن کونٹس اور جم ڈی فلائس "ڈیپ بلیک بائیووار"، ٹریسی گریگوری کی "رئیل ٹائم سٹار کمانڈر 3" اور ڈیان مائر کی "فیور" قابلِ ذکر ہیں۔ بائیووار میں مخالفین پر موذی و متعدد ی نقصان دہ بیکٹیریاز، وائرسز اور دیگر بائیوویپنز(Bioweapon) کے ذریعے حملہ کر کے بیماریاں اور وبائیں پھیلائی جاتی ہیں اور اپنے مذموم مقاصد کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس موضوع پر بہت سا سنجیدہ تحریری مواد سامنے آچکا ہے جبکہ بہت سی سائنس فکشن فلموں میں بھی اس موضوع اور پہلو کو فلمایا جا چکا ہے۔ اس قسم کی تحریروں اور فلموں میں ادویات ساز کمپنیوں اور دفاعی اداروں کی بے حسی اور بیمار ذہنیت کی حامل انسان دشمن پالیسیوں اور سازشوں کو موضوع بنایا گیا ہے جو اپنے معاشی و سیاسی مفاد کے لیے کوئی بھی حربہ اختیار کرنے سے باز نہیں رہتے۔ جدید سرمایہ دارانہ اخلاقیات نے صحیح غلط کے جذباتی و احساساتی معیارات کی جگہ سود و زیاں کے جو سرمایہ دارانہ اعداد و شمار کے پیمانے وضع کیے ہیں انھوں نے جدید معاشروں میں بے حسی اور انسان دشمن سوچ کو فروغ دیا ہے۔ دوا ساز کمپنیاں اور ہتھیار ساز کمپنیاں منافع بخش کاروبار کے طور پر عروج پا رہی ہیں۔ انسانی صحت اور زندگی سے جڑے یہ دونوں نفع بخش کاروبار انسانی بے حسی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید فکشن میں بے حس اور مردہ جذبات کے حامل ان زومبیز کے علاوہ روبورٹس کو بھی انسان دشمن کرداروں کے طور پر پیش کیا جارہا ہے جو معلوماتی مشینی شعور اور مصنوعی ذہانت کے حامل تو ہوتے ہیں مگر ان میں احساساتی و جذباتی نظام مفقود ہوتا ہے۔ عہدِ حاضر کی اسی بے حس اخلاقیات اور کرونائی موضوع کا احاطہ کرتی سعادت سعید کی یہ "روبوٹی آدم کا ہبوط" نظم ملاحظہ ہو:

"خامشی کے معبد میں
بے قصور خلقت کے
سو بسو جنازے ہیں!
زخم خوردہ پر جائیں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

اپنے راجگانوں سے
پوچھتی ہیں چپکے سے
کشت ہائے گیتی میں
تم نے بم اگائے ہیں
اب علاج کی خاطر
سانپ سونگھے شہروں پر
ان کو داغ دو
تا کہ
بے شکم روبوٹوں کا
اس زمیں پہ قبضہ ہو" (2)

"روبوٹی آدم کا ہبوط" کے عنوان سے لکھی سعادت سعید کی اس نظم میں دورِ حاضر کی بے حس اور انسان دشمن اخلاقیات و روایات سے متعلق گہرا طنزیہ اظہار دیکھنے کو ملتا ہے۔ عہدِ نو کی عدم جذباتیت کی حامل مشینی طرزِ فکر اور سیاسی پالیسیوں نے فرد کی بقا کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ فرد کا وجود اس کی داخلیت سے جلا پاتا ہے۔ اس میں مادی وجود کے ساتھ ساتھ شعور و احساس کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے انہی خصوصیات کے امتزاج سے بطور وجود برائے خود (being for itself) وہ دیگر مادی اشیا اور جانداروں یعنی وجود بذاتِ خود (being in itself) سے فضیلت پاتا ہے مگر جدید مشینی افکار نے اس کے احساساتی نظام کو مجروح کر کے بے حس روایات کو فروغ دیا ہے اور اسے ایک مشینی روبوٹ میں تبدیل کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہے۔ نوعِ انسانی کو تباہ و برباد اور نیست و نابود کرنے کے لیے نت نئے ہتھیار اور بم تیار کیے جا رہے ہیں۔ کرونا وبا کی اس صورتِ حال نے انسان کو یہ باور کرا دیا ہے کہ اس نے اپنی توانائی کا بیشتر حصہ تخریبی پہلوؤں پر صرف کیا ہے اور یہ بھی امکان ہے کہ یہ وبا بھی انہی ہتھیاروں کی ایک قسم ہو، لہٰذا اب اگر انسان اس وبا کا علاج تلاشنے میں ناکام و نامراد ہے تو اسے چاہیے کہ انھی بموں کا استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد پورے کر لے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وسائل پر قبضہ جما لے۔ اس نظم میں کرونا وبا کی ہلاکت خیزیوں کے ساتھ عہدِ حاضر کا گہرا عصری و معروضی شعور بھی موجود ہے جس میں بین الاقوامی طاقتوں کی سیاسی و معاشی پالیسیوں کو بھی کڑی تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ کرونائی موضوع پر لکھی نجمہ منصور کی یہ مناجاتی نظم "وبا کے دنوں میں خدا سے مکالمہ" بھی عہدِ حاضر کے انہی مسائل کو بیان کرتی ہے:

"اے میرے مہربان خدا
اے کن فیکون کے مالک
سن
آج سب زمین زادے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

شرمسار
نظریں جھکائے
اپنی اپنی خود ساختہ قبروں میں دبکے ہوئے ہیں کہ
ان کے لیے
زمین کے اوپر
ذرا سی جگہ بھی نہیں بچی ہے
کیونکہ
وہاں ان کے پھیلائے ہوئے
فسادوں کے وائرس
بکھرے پڑے ہیں
اور وہ
وہ ڈر کے مارے قرنطینہ میں
چادرِ تطہیر" اوڑھے چپ چاپ بیٹھے ہیں"۔۔۔"(3)

نجمہ منصور کی یہ درج بالا نظم بھرپور انداز میں کرونائی عہد کا نوحہ بیان کرتی ہے اور ان حالات میں فرد کی محسوسات کو لفظوں کے قالب میں ڈھال کر قابلِ اظہار بناتی ہے۔ مناجاتی اور دعائیہ آہنگ کی اس نظم میں جہاں ایک طرف مشکل کی اس گھڑی اور بے بسی کے عالم میں خدائے قادرِ مطلق سے مدد اور امان طلب کی جارہی ہے وہیں دوسری طرف عہدِ حاضر کی بین الاقوامی انسان دشمن اور ظلم پسند سیاسی روایات اور پالیسیوں کی مذمت کی جارہی ہے. اس نظم میں خدا سے مکالمہ کی صورت میں فرد کے داخلی جذبات و احساسات کے ساتھ ساتھ عصری و معروضی حالات کی عکاسی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ عصری و معروضی شعور پاکستانی اردو نظم بالخصوص اکیسویں صدی میں لکھی جانے والی نظموں کا خاصا ہے۔ اس دور میں لکھی جانے والی نظموں میں سانحاتی و واقعاتی حوالے بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں ہی رونما ہونے والے نائن الیون کے سانحے نے بین الاقوامی سطح پر منفی اثرات مرتب کیے۔ پاکستان کے حوالے سے بات کی جائے تو نائن الیون کے اثرات وار آن ٹیرر، دہشت گردی اور خودکش بم دھماکوں کی صورت میں سامنے آئے۔ جس نے یہاں بسنے والے لوگوں کو معاشی، سماجی اور نفسیاتی سطح پر بری طرح متاثر کیا۔ اس کے علاوہ زلزوں اور سیلابوں جیسی قدرتی آفات نے بھی فرد کی داخلی سطح کو جھنجوڑ کر رکھ دیا۔ شدت پسندی، غربت اور بے روزگاری جیسے سماجی و معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ ان سیاسی حالات اور قدرتی آفات نے مجموعی طور پر یہاں بسنے والے افراد میں مایوسی، خوف، بے یقینی اور اضطراب جیسی کیفیات کی آبیاری کی۔ انہی کیفیات کا اظہار اور یہی واقعاتی و سانحاتی حوالے اس گزشتہ دورانیے میں

Vol 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

لکھی جانے والی نظموں میں بکثرت موجود ہیں۔ اردو نظم میں عصری و معروضی شعور کا یہی تسلسل کرونائی عہد میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ جہاں کرونا سے متعلق مختلف موضوعاتی پہلوؤں کو نظم کے قالب میں ڈھالا گیا ہے۔

کرونا وبا کی اس صورتِ حال نے فرد کی سماجی و معاشرتی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ بطور موذی اور لا علاج مرض کے کرونا سے بچاؤ کی جو ممکنہ صورتیں اور تدابیر وضع کی گئیں، ان میں سماجی دوری (Social Distancing) پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی۔ چوں کہ کرونا وائرس کا کیریئر بذات خود انسان ہے لہٰذا جونؔ کے اس مصرع کے مصداق "اب سبھی کو سبھی سے خطرہ ہے" باہمی میل جول اور باہمی ربط میں کمی، اس وبا کے امکانات اور متاثرین کی شرح گھٹانے کی واحد مؤثر اور ممکنہ تجویز و تدبیر ہے۔ مگر یہ سماجی دوری جہاں ایک طرف کرونا کے خدشات کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوئی وہیں دوسری طرف اس سے فرد میں تنہائی (Isolation) کا احساس بیدا ہونے لگا۔ گزشتہ کرونائی عہد اور دورانیے میں فرد کے ہاں پیدا ہونے والے اس تنہائی کے احساس کا اظہار اس دور میں لکھی جانے والی نظموں کا بنیادی موضوع ہے۔ اسی تنہائی کے احساس کا اظہار کرتی شاہد اشرف کی یہ نظم "وبا سے بچ گیا تو" ملاحظہ ہو:

"میں اپنے گرد چلتے پھرتے، بوجھل، لڑکھڑاتے، ڈر کے مارے، ایک دوجے سے گریزاں،
معجزے کے منتظر لوگوں کو دیکھے جا رہا ہوں
انھی کے درمیاں، میں بھی کہیں ہوں
اور فرصت کے دنوں کا سوچتا ہوں
کئی لوگوں سے ملنا چاہتا تھا
پھر بھی ملنے کا میسّر وقت ضائع کر رہا تھا
وبا سے بچ گیا تو پہلے اپنے خانداں کے اُن بزرگوں سے ملوں گا
جن کے البم میں مرا بچپن مہکتا ہے
میں اپنے گاؤں جاؤں گا
محلے کے پرانے نقش ڈھونڈوں گا
بہت سے دوستوں کے فون نمبر سیو کر کے بھول بیٹھا ہوں
مجھے جن کی خبر کوئی نہیں ہے
بتاؤں گا کہ میں زندہ ہوں لیکن دوسری جانب سے جانے کون بولے گا۔۔۔"(4)

سماجی دوری کی اس انفرادی احتیاطی تدبیر کے ساتھ ساتھ ملکوں کی حکومتوں نے کرونا کے پھیلاؤ کی روک تھام اور اس بڑھتی ہوئی شرح متاثرین اور صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے لاک ڈاؤن (Lock Down) اور کرفیو نافذ کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ یہ وہ نازک صورتِ حال تھی جہاں بڑھتے ہوئے کرونا کیسز کے سبب حکومتی سطح پر ہسپتالوں میں مریضوں کی نگہداشت کے انتظامات کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ آکسیجن کی رسد کم پڑ رہی تھی اور متاثرین کی شرح کی تعداد بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔ ان لاک ڈاؤنز اور

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

کرفیوز کی وجہ سے کاروباری مراکز اور تعلیمی ادارے بند رہے۔ لوگوں کو گھروں میں مقید ہونا پڑا۔ شہر سنسان لگنے لگے اور گلی محلوں میں ہُو کا سا عالم رہنے لگا۔ اسی ماحول کی عکاسی جلیل عالی کی نظم "ذرا سے کرونا نے" میں ان الفاظ میں دیکھنے کو ملتی ہے:

"ذرا سے وائرس نے
دوڑ لگوا دی جہاں بھر کی
عزیزوں، دوستوں کے درمیاں بھی
فاصلے دیوار کر ڈالے
دِنوں میں
شہر بن،
گھر غار کر ڈالے
جہازوں کو زمیں بستہ کیا ایسے
پرندے پر کٹے جیسے
ٹرینیں جام،
صبحیں شام کر ڈالیں
لگائے دفتروں، تعلیم گاہوں،
معبدوں پر خوف کے تالے
بھرے عشرت کدے، شاپنگ پلازے
کر دیے ویران
اور سُنسان
سارے کوچہ و بازار کر ڈالے
دلوں پر دہشتوں کے
کیسے کاری وار کر ڈالے
ہر اک احساس پر دے پر
نمایاں موت کے آثار کر ڈالے
بدل ڈالے بیانی زاویے
سب فلسفے بیکار کر ڈالے"(5)

دیگر ممالک کی سماجی و اجتماعی نفسیات سے ہٹ کر پاکستانی معاشرے کے علاقائی رسم و رواج اور ماحول کے تناظر میں بات کی جائے تو یہاں سماجی میل جول میں سانجھ، میلے ٹھیلوں اور اکٹھ کی نفسیات اور رسومات ابھی تک موجود ہیں۔ خوشی اور غم کے مواقعوں

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

پر کئی دنوں تک چلنے والے اکٹھ، محافل اور نشستیں شہروں کی نسبت مضافات میں ابھی بھی روایتی انداز میں اپنا رواج اور وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ حکومتی سطح پر لاگو ان لاک ڈاؤنز میں سماجی اکٹھوں اور محافل پر بھی پابندی عائد کی گئی جس کی بدولت افراد میں سماجی سطح پر بھی علیحدگی کا احساس بیدا ہوا اور سماجی نفسیات پر بھی کرونا وبا کے اثرات واضح دکھائی دینے لگے۔ انفرادی سانحے سے تنہائی کا احساس فرد یا چند افراد کو متاثر کرتا ہے مگر کرونا وبا کے سبب اجتماعی سطح پر بھی علیحدگی اور تنہائی کے احساس نے بین الاقوامی سطح پر دنیا بھر کے معاشروں میں بسنے والوں افراد کی نفسیات پر ان مٹ نقوش مرتب کیے۔ وبا کے لاحق ہونے کے خوف اور اس سے متاثر ہو جانے کے وہم سے ذہنی تناؤ کے مریضوں کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔ انہی نفسیاتی مسائل اور کرونا کے خوف سے پیدا ہونے والوں واہموں کا اظہار ارشد معراج کی نظم "گھر میں رہنے کا نتیجہ" میں یوں دیکھنے کو ملتا ہے:

"گلے میں کچھ خراش ہے
اُف! کورونا ہی نہ ہو
کل کہیں گیا تھا میں؟
نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔
گیا تھا ہاں ں ں ں۔۔۔
بھوک لگ رہی تھی اور سو رہی تھی زہرہ بھی
میں تنور پر گیا تھا ایک نان کے لیے
اُس کے ہاتھ صاف تھے
ماسک بھی لگا ہوا
میں نے بھی لگایا تھا
ہاتھ دھوئے سوپ سے
موسمی ہے تبدیلی سو گلا خراب ہے
اچار اور کھٹائی سے بھی تو ایسا ہوتا ہے
اب ضروری تو نہیں کہ کورونا ہی یہ ہو
ہاں! یہ ہو بھی سکتا ہے
شاید مجھ کو جانا ہو قرنطینہ غار میں
میں جو ڈرتا رہتا ہوں
بھاگتا ہوں اس جگہ لوگ جس جگہ پہ ہوں
آشنا، ناآشنا
کیا اکیلے ہی مجھے اس سفر پہ جانا ہے۔۔۔"(6)

Vol 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

ارشد معراج کی اس نظم "گھر میں رہنے کا نتیجہ" میں فرد پر کرونا کے نفسیاتی اثرات کا بھرپور اظہار دیکھنے کو ملتا ہے۔ خوف اور بے یقینی کا یہ داخلی احساس عالمگیری سطح پر کرونائی عہد کے فرد کی عکاسی کرتا ہے۔ گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں خوف اور وہم کا یہ احساس انسان کو گھیرے رکھتا ہے کہ وہ بھی اس وبا کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ احتیاطی تدابیر اپنانے کے باوجود ذرا سی موسمی بیماری مثلاً نزلہ، زکام اور بخار کی صورت فرد میں واہموں کو جنم دینے لگتی ہے اور فوراً کرونا کا خیال آتا ہے۔ بیماری کی جان فرسا تکلیف کے احساس کے ساتھ ساتھ قرنطینہ کی تنہائی کا احساس بھی فرد کو بے چین کیے رکھتا ہے۔ وبا کی نفسیات کے پیشِ نظر وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے عزیزوں اور اپنے خاندان والوں کے لیے بھی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ کسی ضروری کام سے باہر نکلنے کے بعد گھر کی طرف واپسی پر اسے یہ خوف گھیرے رکھتا ہے کہ کہیں وہ اپنے ساتھ کرونا وائرس بھی اپنے گھر نہ لیتا جائے۔ جہاں اس کے گھر کے معصوم بچے اور بوڑھے والدین اس موذی وائرس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ یہ سب پہلو انسان میں جس سطح کے واہمے اور خوف کے احساس کو جنم دیتے ہیں وہ عمومی نوعیت کا حامل نہیں۔ خوف کی چھائی یہ مسلسل فضا اور حالات کا جبر اسے بیماری کے اذیت ناک احساس اور ناگہانی موت کے تصور میں مبتلا کیے رکھتا ہے۔ اس ان دیکھے موذی دشمن کی دہشت کا اندازہ شہروں، بازاروں اور عوامی جگہوں کی ویرانی اور بے رونقی سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ ٹی وی اور سوشل میڈیا پر متاثرین کی شرح اموات کا روز بروز بڑھتا گراف سماج میں خوف اور بے یقینی کی صورت حال میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔

کرونا نے فرد اور سماج کے نفسیاتی اور جسمانی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ معاشی پہلوؤں کو بھی بری طرح متاثر کیا۔ اجتماعی تعاملات کے اصول ایس او پیز (SOP's) اور کرونا سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر کو وضع کرتے ہوئے حکومتوں نے کاروباری مراکز اور بازاروں میں بھی ان اصول و ضوابط کی پابندی کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے اور لاک ڈاؤنز کو مرتب دیتے ہوئے ان کاروباری مراکز اور بازاروں کو بھی نئے اوقات کار فراہم کیے۔ دوسرا لاک ڈاؤنز کے دورانیے میں کاروباری مراکز کو بھی بند کر دیا گیا تاکہ کرونا کے امکانات کو کم سے کم سطح پر لے جایا جا سکے۔ بین الاقوامی سطح پر پروازیں بند کر دی گئیں اور بارڈرز سے تجارتی لین دین کو بھی بند کر دیا گیا جس کے نتیجے میں بین الاقوامی سطح پر معاشی گراوٹ کے اعداد و شمار دیکھنے کو ملے۔ بڑی تعداد میں لوگوں کو ملازمتوں سے ہاتھ دھونا پڑا اور بہت سی نجی کمپنیاں اور کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے۔ میکرو لیول سے لے کر مائیکرو لیول تک بین الاقوامی سطح سے لے کر فرد کی ذات تک معاشی توازن بگڑنے لگا اور معاشی حالات گراوٹ کا شکار رہے۔ اس معاشی گراوٹ نے بلا امتیاز ہر طبقے کی معاشی سطح کو بری طرح متاثر کیا مگر ان حالات میں وہ مزدور طبقہ، جس کے نان و نفقہ اور دیگر ضروریات کا دارومدار روزمرہ کی مزدوری اور اجرت پر تھا۔ اس مزدور طبقے پر کرونائی عہد کے یہ معاشی حالات ان کے مسائل میں مزید اضافے اور زیست بیزار احساسات بیدار کرنے کا باعث بنے۔ اس مزدو اور غریب طبقے کی معاشی سطح پر کرونا کے منفی اثرات اور اس سے جنم لینے والے مسائل اور کیفیات کی بھرپور عکاسی اور اظہار فرزانہ فیاض کی اس نظم "میں بیٹی ایک مزدور؛ کسان کی ہوں" میں یوں دیکھنے کو ملتا ہے:

"۔۔۔ عیدین اور شب براتیں اس سال نہیں آئیں
لگتا ہے وہ وقت کوے لے گئے ہیں
آگ لگے اس کرونا وبا کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

جس نے آ کے ہمیں بھوکا مار دیا ہے
یہ ساری بستی وبا کی بیماری میں مبتلا ہے
یہاں کون ہے جو ہماری بھوک ختم کرے
ہمیں قبریں نصیب فرمانا رب ہمارے
تیرے بندوں نے ہمیں جیتے جی مار دیا ہے۔۔۔"(7)

کرونا کے موضوع پر لکھے جانے والے ادب میں بلحاظ اصناف ادبی رجحان کے حوالے سے بات کی جائے تو کرونائی ادب کا بیشتر حصہ شعری قالب میں ڈھلا نظر آتا ہے۔ جس میں صنفِ نظم کو فوقیت حاصل ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ نظم کہ وہ جدید ارتقائی ہیئتی پیمانے اور سلیقے ہیں جنھوں نے فرد کے پیچیدہ تر داخلی و باطنی احساسات اور ان پر معروضی محرکات کے اثرات کو سلیقۂ اظہار سے نوازا۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ حاضر میں نظم نگاروں کو ایک بڑی تعداد (کھیپ) اپنے عصری اور داخلی مسائل اور موضوعات نظم کے آہنگ میں ڈھال رہی ہے۔ کرونا کے موضوع پر لکھی جانے والی نظموں کے حوالے سے بات کی جائے تو اس گزشتہ دورانیے میں سینکڑوں نظمیں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی نظر آتی ہیں۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر ان سب نظموں کا ندراج ممکن نہیں لہٰذا اس ضمن میں زاغنوں کی بازی گریاں از سعادت سعید، وبا کے دنوں میں از ارشد معراج، خود کلامی از ایوب خاور، ہر اس اک گلی سے دوسری کو چل پڑا از شہزاد نئیر، مدتوں بعد کوئی بات ہوئی از شاہد اشرف، سات ضرب چوبیس از عرفان شہود، سنو یہ حالتِ جنگ ہے از نیلیما ناہید درانی، کرونا وائرس از ڈاکٹر عمران ظفر، قرنطینہ از راحل بخاری، قرنطینہ میں جینے والے از نجمہ منصور، لوگوں کا کیا ہو گا اور غریب دوستوں کا کیا بنے گا از فضل سوکوڑی، کرونا ایک ایسی وبا ہے جو کسی کو نہ بخشتی ہے از مہک یوسف، کرونا کو دے دومات از عامر عزیز، لا تخزنو از رخسانہ صبا، بڑی وبا ہے کرونا تو اس سے ڈرنا ہے از سید منور علی وفا، کر لو گھروں میں قید خود کو ابھی بھی وقت ہے از ارینہ وسیم، حالات حاضرہ از عبدالشکور آسی، خود اسیری از ناصر عدیم، کرونا وائرس لاک ڈاؤن از گل پرویز، فرصت از صنوبر حیات جتوئی، آؤ اعمالِ احتساب کر لیں از زیب النساء زیبی، ۲۰۲۰ء کی خود کلامی از عنبرین صلاح الدین، عہد آشوب از اختر عثمان، جبکہ انساں نہیں جھکا ہے ابھی از محمد علی صابری، التجا از محمد ہادی ہمدانی، یہ مصیبت کی گھڑی از اظہر عباس، کعبہ اداس ہے از ڈاکٹر رمضان طاہر، الاماں الحذر از پروفیسر ڈاکٹر اصغر علی بلوچ، ہم قرنطینہ میں ہیں از سجاد اظہر، فاصلہ ضروری ہے از نذر عابد، ہوا کو محترم جانو از ازہر ندیم، شب زدہ آسمانوں کو تکتے رہو از ازہر ندیم، کورونا وائرس از آمنہ عالم، یا اللہ اس موذی بیماری کو جلا دو از سید الرحمان، مقابل آگئی ظلم و ستم کے از پروفیسر سبین یونس، بہار کے دنوں میں اجاڑ موسم از شہناز نقوی، لاک ڈاؤں محبتیں از روشن شیخ، احتیاط لازم ہے از حنا گل، بقائے حیات از مظفر حسن بلوچ، خوف از فیصل عرفان، کرونا اور دھرتی روپ از اشرف جاوید ملک، امیدوار احتیاط از سبیلہ انعام صدیق، ہوا کی کوکھ از ثروت زہر، اکرونا وائرس از ساحل منیر، ڈرنا نہیں از ادریس بابر، سادہ لوح انسانوں از راشدہ بھٹہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.4 2021

،سنا ہے جنگ کے آثار ہیں ہر سو از رضوان علی، وبا کے دنوں میں شاعری کا عالمی دن از اسامہ امیر، تب تم کیا کرو گی از حمیرہ نور کے نام قابلِ نظر ہیں۔

اس کرونائی دورانیے میں تخلیق پانے والے ادب بالخصوص اردو نظم کے حوالے سے بات کی جائے تو اس میں تنہائی، بے یقینی، کرب، بے معنویت، مایوسی، خوف، دہشت، ناگہانی موت کا ڈر اور اکتاہٹ و بیزاری جیسے موضوعات کی کثرت دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ان نظموں قرنطینہ، کوارنٹین، آئسولیشن اور کرونا جیسے نئے الفاظ اور ڈکشن کا تواتر بکثرت موجود ہے۔ ان میں سے بہت سی نظموں کا موضوع مناجاتی اور دعائیہ رنگ میں ڈھلا ہوا ہے جس میں خدائے بزرگ و برتر سے مشکل کی اس گھڑی میں مسیحائی اور دادرسی کی فریاد سنانے اور مدد طلب کرنے کا رجحان موجود ہے۔ ان نظموں پر جہاں ایک طرف وجودی محدودیت اور بے بسی کا رنگ چڑھا ہوا ہے وہیں دوسری طرف خدائی مدد کی صورت میں امید و رجا کی عنصر بھی ان نظموں کا خاصا ہے۔ عصری نظموں کی یہ دونوں جہات اور اظہار کے سلیقے اپنی اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں۔ پہلے قسم کے رنگ کو قنوطی طرزِ فکر سے منسوب کرنا ناقدانہ نا منصفی تصور ہو گا کیونکہ اس قسم کی نظموں میں فرد کی داخلی و باطنی جہات اور احساسات کا حقیقت پسندانہ طرزِ اظہار موجود اور آیندہ زمانوں میں ادب کی تفہیم میں یہ نظمیں کرونائی عہد کے عصری و تاریخی شعور کی تفہیم و تعبیر میں اہم کردار ادا کریں گی۔ دوسری نوعیت کے مناجاتی اور دعائیہ آہنگ اختیار کرتی ہوئی رجائیت پسند نظمیں، عہدِ حاضر کے فرد اور سماج میں امید و رجا کے دیپ جلائے رکھنے میں مثبت کردار ادا کر رہی ہیں۔

حوالہ جات

1. https://www.who.int/emergencies/diseases/novel-coronavirus-2019
2. http://pal.gov.pk/uza-404
3. http://pal.gov.pk/uza-223/
4. http://pal.gov.pk/uza-57/
5. http://pal.gov.pk/uza-53/
6. https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=502600200648766&id=100026963718754
7. http://pal.gov.pk/uza-725/

کتابیات

1. Banerjee, Debanjan, and Mayank Rai. "Social Isolation in Covid-19: The Impact of Loneliness." *International Journal of Social Psychiatry* 66 (6),(2020)۔ https://doi.org/10.1177/0020764020922269.

2. Finance Division, Government of Pakistan. "Annex IV: Impact of Covid-19 on socioeconomic situation of Pakistan." *Pakistan Economic Survey 2020-21* https://www.pc.gov.pk/uploads/cpec/PES_2020_21.pdf

3. https://covid.gov.pk/

4. https://www.who.int/emergencies/diseases/novel-coronavirus-2019

5. Jassim, Ghufran, Mariam Jameel, Edwina Brennan, Manaf Ali Yusuf, Nebras Hasan, and Yusuf Alwatani. "Psychological Impact of COVID-19, Isolation, and Quarantine: A Cross-Sectional Study." *Neuropsychiatric Disease and Treatment* Volume 17 (May 2021) https://doi.org/10.2147/ndt.s311018.

6. Kumar, Ravindra." LITERATURE, PANDEMIC AND GLOBALIZATION." Meerut: Dept. of English, CCS Universityhttps://ccsuniversity.ac.in/bridge-library/pdf/eng-lit-and-pandemic.pdf

7. O'Brien, John. "The Dialectic of Alienation and Sociability: A Simmelian Reading of the Pandemic." *Irish Journal of Sociology* 29, no.1(2020).h4ttps://doi.org/10.1177/0791603520942728

5. Thompson, Claire, Maria C. Mancebo, and Ethan Moitra. "Changes in Social Anxiety Symptoms and Loneliness after Increased Isolation during the COVID-19 Pandemic." *Psychiatry Research* 298 (April 2021) https://doi.org/10.1016/j.psychres.2021.113834.